علامہ مشرقیؒ کی سوچ کا محور غلبہ اسلام تھا

پروفیسر ظہو احمد اعوان

سورج کون بجھا سکتا ہے------ بجھانے والے خود بجھ گئے

دوستو! ہم مردہ پرست بھی ہیں اور مردہ فروش بھی اخباری بیان اور تصویر چھپوانے کے لئے دوسرں کی قبروں پر چراغانکرنے میں ہم عار نہیں سمجھتے کیونکہ ہمارا مقصداولیٰ اپنا الوسیدھا کرنا ہے۔رس اور روح سے ہمارا رشتہ ختم ہے۔ہم صرف پھوگ اور پھوگ کے رسیاں ہیں۔مردہ پرستی کے اس مجاور ستان اسلام پاکستان قائداعظم،اقبال کے ساتھ علامہ مشرقیؒ کی سوچ کا کریا کرم بھی کیا جا چکا ہے ۔

یہاں ہر نئی سوچ کا نیا مزار تیار کیا جاتا ہے اوراسی پرکاغذی پھول ڈالنے کوخدمت ،علم، انسانیت اوروطن دوستی کا نام دیا جاتا ہے۔برسیاں توان کی منائی جاتی ہیں جو مرجاتے ہیں۔مگر علامہ مشرقیؒ تومرے نہیں۔زندہ سوچ کا مالک کیسے مرسکتا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ زندہ سوچ نااہل لواحقین کے قبرستانوں میں پہنچ کراحتجاج بن کرچیخنے لگے اور بے مغزکھوپڑیاں کاندھوں پہ سجانے والے علامہؒ مشرقیؒ نے مکے میں طلوع ہونے والے انقلاب کی اصلیت کو سمجھ لیا تھا۔ قہقہہ فروش زندہ سوچوں کا نیلام کرنے بیٹھ جائیں۔

علامہ مشرقیؒ کو ہم نے پہچانا نہیں ہے اور یہ اچھی ہی بات ہے اگران کو پہچان لیتے تو شاید اتنے لوگ بھی ان کے ساتھ نہ ہوتے جتنے تب تھے یا اب ہیں۔علامہؒ بہت بڑے مشن کے ساتھ بہت چھوٹے لوگوں میں آگئے تھے۔ان کی بیلچہ بردارخاکساریت اور شب زندہ عسکریت کے پیچھے بہت بڑا فلسفہ پنہاں تھا۔علامہؒ ان گنے چنے افرادمیں سے تھے جنہوں نے مکے میں طلوع ہونے والے انقلاب کی اصلیت کو سمجھ لیا تھا۔آگ پر چلنے کے اس مقام سے وہ آگاہ ہو چکے تھے۔

’’اگر گوئم مسلمانم برزلم‘‘‘‘ کہ دانم مشکلات لا الہ‘‘علامہؒ جذبہ وجوش کا طوفان لئے اٹھے ان کی سوچ نے Establishment اور اس کے جوتے سیدھے کرنے

والے نام نہاد عالموں،سیاست دانوں اور قلم کاروں کی دکانوں میں تلاطم پیداکردیا۔پلاٹ اوردورے کیش کروانے،سکوت وجمودStatus quo کے حامی،بردہ فروش لرزاں ہوگئے۔کفروالحادکے فتووں کی فصلیں تیارکرلی گئیں۔مگر سورج کو کون بجھا سکتا تھا۔بجھانے والے خودبجھ گئے۔علامہ مشرقی ؒکی سوچ کا محور غلبہ اسلام تھا اور اسی مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی زندگی علم وعمل کی نذر کر دی۔سادہ دل مسلمان ان کے ساتھ ہو گئے،یہ سوچ کرکہ علامہؒ اسلام کی بات کر رہا ہے۔مگریہ سوچے بغیرکہ وہ کس اسلام کی بات کررہے ہیں،خود ساختہ روایتی،رسمی،شاہ پسند وشاہ نواز اسلام کی یا حقیقی وانقلابی اوریجنل اسلام کی۔

علامہّ مشرقیؒ غریب امّتِ مسلمہ کیلیئے خداوند تعالیٰ کا سچا انعام تھے۔علامہ مشرقیؒنے ہمیشہ اسلام کا نیا شاہی نسخہ تیارکرکے کشتے کے طورپربیچنے والے جھوٹے دعویداروں اور ٹھیکیداروں کی سازش کے خلاف علم بغاوت بلندکیا۔خلفائے راشدینؓ کے بعد نئے مسیلمہ کذاب اسلام کو اس حقیقی روح سے بیگانہ کر کے استحصالی طبقوں کی گود میں بٹھا کر لڈو کھلاتے چلے گئے اور اس طرح اپنے حلوؤں مانڈوں کی عمریں طویل کرتے گئے۔علامہ مشرقیؒظلم وجبرو آمریت کا ساتھ دینے والے مذہب فروشوں کے خلاف شمشیربراں تھے۔کس قدر مقام افسوس ہے کہ گواہیاں دینے والے علامہؒ صاحب کے خلاف ان کو جبرو تشدد کا نشانہ بنانے اور کافر کہہ کر ان کے سر کی قیمت وصول کرنے والے ان کی یاد میں مگرمچھ کے آنسوبہا رہے ہوں۔ان کی روح عالم ارواح میں بھی کانپ اٹھی ہو گی۔جب وہ دیکھتے ہوں گے کہ ان کی سوچ،شخصیت اور فلسفے کے قاتل ان کی برسیوں میں شریک ہو رہے ہیں۔کل کو اگر کہیں غلطی سے سرکاری طور پر علامہؒکو تسلیم کر لیا گیا تو یہ بکاخویش ہو شیار سرکاری دانشمندخاکی ملبوسات میں غرق ہو کر علامہؒ کے مزار پر قوالیاں کر رہے ہوں گے۔پھرسب نے دیکھا کہ اس مقتل سے مرا قاتل میری پوشاک پہن کر نکلا علامہّ مشرقیؒبے مثل اورےجنل سوچ رکھنے والے بیش بہا انسان تھے۔ جو غریب امت مسلمہ کے لئے خداوند تعالیٰ کا سچا انعام تھے۔مگر ہم ہی ناشکرے نکلے اس نعمت کی قدر نہ کر سکے۔نابغہ روزگار روز پیدا نہیں ہوتیں۔

علامہّ مشرقیؒ کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ روحِ انقلاب اسلام کو عاقیبت نا اندیش حکمران طبقوں اور ان کے مقفل کرکے ذاتی توسیع و ترقی کا سامان کر رکھا ہے۔ہمیں بھی دوموتی ملے ایک حکیمِ مشرق کہلائے دوسرے پورے المشرقی کہلائے دونوں کامرکزو محور مشرق تھا۔دونوں دانا و بیناتھے،دونوں علم وقلم کے دھنی تھے،دونوں کا خیال کہ مشرق سے ہو بیزار نہ مغرب سے حذر کر۔فطرت کا اشارہ ہے کہ شب وسحرکردونوں دورجدید کے مکمل انسان تھے جو مشرق ومغرب کے افکار وعلوم کو قالب جاں میں ےکجا کئے ہوئے تھے۔مشرق

میں واقع تیسری دنیا کا المیہ یہ بھی ہے کہ یہاں علم وفکر بھی مشرق ومغرب کے خانوں میں بٹ گئے ہیں۔یہاں وہ نیا انسان نہیں بن پایا جو فکرونظر کے دونوں دھاروں کو شعور کی اکائی میں سموکرنیا تشخص سامنے لا سکتا۔ہماری تیسری دنیا میں مشرق و مغرب سے روٹھے ہوئے افراد کا ہجوم ہے جو ایک دوسرے کو کافر وگمراہ قرار دیتے ہیں۔اپنی توانائیاں صرف کر رہا ہے یہ سوچے سمجھے بغیر کہ علم کا کوئی وطن،رنگ اور جغرافیہ نہیں ہوتا یہ تو روشن، رنگ اور خوشبو کی طرح آزاد وبے نیاز ہے۔یہ رحمت العالمین ﷺ ہے،سب کے لئے ہے اور سب پربرستی ہے۔علامہ مشرقیؒ نے اس حقیقت کو بھی پالیا تھا۔علامہ مشرقیؒ کو اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ روح انقلاب اسلام کو عاقبت نااندیش حکمران طبقوں اور ان کے شریکوں نے مقید ومقفل کرکے غیراسلامی،سیاسی ومعاشری جفاکاریوں کو اسلام کے نام پر تاریخ کے جبرکے حوالے سے قوم پرمسلط کرکے ذاتی توسیع وترقی کا سامان کر رکھا ہے۔جب تک ان کے چنگل سے اصلی اسلام کی رہائی نہ کرائی جائے جعلسازی کے شاد یانے بجتے رہیں گے۔یہ رہائی مسلم امہ کی غریب اکثریت کروائے گی۔مگر ان کی ضمانت قبول کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں۔علامہؒ صاحب اس حقیقت سے بھی آگاہ تھے اس لئے انہوں نے ایک رہائی کمیٹی وپارٹی بنائی۔پہلے اس کے ہاتھ میں بیلچہ دیاتاکہ ہاتھ اسلحہ پکڑنے کے عادی ہوجائیں توپھر کلاشنکوف بھی پکڑی جا سکتی ہے۔علامہؒ اسی مشن پررواں تھے،یہی بات سمجھنے والی ہے،جسے ہم نے نہیں سمجھا اور محض ان کی حساب دانی ، ٹرائی پاس اورکتاب نویسی کے گن گانے لگے۔علامہؒ مرحوم یہ جانتے تھے کہ نام نہاد مسلمان حکمران اور ان کے کا سہ لیسوں کی کارستانیوں نے اسلام کے اندر سے اسلام اوراس کے انقلاب تحریک اور مغالیت کو اس طرح نچوڑ کرنکالا ہے کہ اہل مغرب اسلام کو محض سونے،سلانے،ماضی پرستی کی ایک خوب صورت دواکے طورپراقوام مشرق کے لئے تحریروتجویز کرنے لگے۔چندسال قبل جب اسلام کے نام پرہمسایہ ملک ایران میں مسلمانوں کی تاریخ کا دوسرا بڑا انقلاب رونما ہواتومشرق ومغرب سب حیرت میں ڈوب گئے سوچنے لگے کہ مسلم امہ کی یاداشت کیسے واپس آگئی ہے۔اب یورپ اور امریکہ میں اس بات پرریسرچ ہو رہی ہے کہ اتنی صدیوں کی کاوش کے بعد اسلام سے (De-Link)جدا کیا جانے والا تصورانقلاب کیسے آ گے جڑگیا ہے۔اب اس انجمن کو پہلے کی طرح باقی ڈبوں سے الگ کرنے کا کیا سامان ہوگا گلف واراس کا چھوٹا سا مظاہرہ تھا۔

علامہ مشرقیؒ بھی اسلام کی اس روح پرور اور انقلاب آفرینحقیقت کو لے کر آگے بڑھنا چاہتے تھے۔وہ اسلام کے پرچارک تھے۔جس میں رب عظیم کے وعدے کے مطابق غاصبوں کے ٹھکرائے ہوئے زمین کے محروم انسانوں کے لئے وراثت،امامت اور سرت کی نوید موجود ہو۔یہ عجیب حسن ا تفاق ہے کہ علامہ مشرقیؒ نے بہت پہلے قرآن میں سے اس موتی کو دریافت کیا جسے اب انقلاب

ایران نے حزر جان بنا رکھا ہے اور جسے Quoteکرنا یا جس کا ذکر کرنا ہمارے علماءنے ممنوع قرار دے رکھا ہے۔محروم انسانوں کی تقدیرپرجبرکے کوڑے برسا کر حکومتیں سجانے والے حکمران ٹولے اور ان کے شریک جرم دانشمندوں نے من مانی تاویلوں اور تفسیروں کے غبار میں چھپا کریوں گم کیا ہے،جیسے یہ قرآن کا حصہ ہی نہ ہو۔یہ اعلان درحقیقت دنےا کے مظلوم انسانوں کے لئے انعام ربانی ہے۔غریب کے بانڈکی طرح اس پرتوانعام بھی نہیں ملتا۔ قرآن حکیم میں رب عظیم کا واضح شہادت نامہ ہے۔قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ:

”ہمارے قانون معیشت کا تقاضہ اب یہ ہے کہ جن لوگوں کو زمین میں استحصال کا شکار بنایا گیا۔ان کی خوشحالی کا سامان کریں اور ان کو زمین کی وراثت اورا مامت کے فرائض سونپ دیں“۔

یہ اولاد آدم کی مظلوم اکثریت کی آزادی وخوشحالی کا عالمگیرچارٹرہے۔جس کے آگے ہمارے جمہوری اورترقی پسندانہ نظاموں کی بلند آہنگی ماند ہے۔سب نے اسی پیغام کی دریوزہ گری کی ہے۔سوائے مسلمانوں کے جن پرجبرکی رات غاصب حکمرانوں کی صورت میں۱۴ صدیوں سے مسلط ہے ۔کیا اس اعلان نامے کے بعدکسی اور نظام کوہم اپنے سچے انقلابی اسلام سے زیادہ انقلاب آفریں قرار دے سکتے ہیں۔علامہ مشرقیؒ نے اس حقیقت کو گرہ سے باندھ لیا تھا۔یہی الہٰی علامیہ ان کی فکرکاکارنرسٹون تھا۔اسی تناظرمیں علامہ مشرقیؒ کے غلبہ اسلام کے تصور کو دیکھا جا سکتا ہے۔جونظام دنیا بھرکے مظلوم انسانوں کووراثت وامامت کی خوشخبری سنائے ۔وہ غلبے کا امین کیونکر نہ ہو گا۔موجودہ دنیاکے ۶ ارب انسانوں میں سے تیسری دنیا میں بسنے والے 5 ارب انسان استحصال کی چکی میں پس رہے ہیں۔۱۳۰ممالک پرمشتمل ہیں۔اس دنیا پربمشکل چندلاکھ کیکڑے جبروتی ہتھکنڈوں کے پرفریب دبے دریغ استعمال کے ذریعے اکثریت کی قسمتوں کے بلا شرکت غیرے مالک بنے بیٹھے ہیں۔پاکستان میں یہ تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں البتہ ۹۰ ہزارکےقریب ان کے بوٹ پالش کرکے اپنی توندیں پھیلانے والے ا سپرمستزادہیں۔